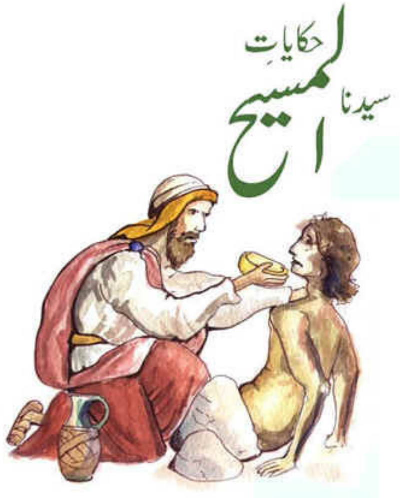

The Parables of Jesus Christ

The Good Samaritan

نیک سماری

آیئے آج سے دو ہزار برس پہلے کے شہر القُدس میں چلتے ہیں جس زمانے میں اِس کا نام عُرشلایم ہُوا کرتا تھا جو بعد میں اُردُو میں یروشلم بن گیا۔ عُر شہر کو کہتے ہیں اور شلایم شالوم کی ایک شکل ہے جِس سے ہمارے ہاں سلام کا لفظ آیا ہے کہ سلامتی کا شہر۔ اگرچہ وہاں جنگیں ہوتی رہیں لیکن اِسکے باوجُود وہ عُرشلایم یا سلامتی کا شہر کہلاتا تھا۔ یہ شہر پہاڑ پر واقع تھا اور پہاڑ پر واقع ہونے کی وجہ سے بہت دور سے دِکھائی دیتا تھا۔ اِس شہر کی تمام عمارتیں چاک کی بنی ہُوئی تھیں، پتھّر کی۔ تو چاک اِسٹون کی وجہ سے یہ تمام شہر سفید دِکھائی دیتا تھا اور رات میں یہ چمکتا تھا۔ اگر یہ ذہن میں ہو تو بہت سے باتیں سمجھ میں آجائیں گی کہ جب سیدنا مسیح نے یہ فرمایا تھا کہ وہ شہر جو پہاڑ پر بنا ہے کبھی چھُپ نہیں سکتا تو وہ یہی شہر القُدس یا یروشلم تھا جو پہاڑ پر واقع تھا اور بہت دُور سے دِکھائی دیتا تھا اور باقی علاقہ نیچے تھا، یروشلم اُوپر ہے تو جب کبھی لوگوں کو کہنا ہوتا تھا کہ یروشلم چلیں تو وہ یہ کہتے تھے کہ ہم یروشلم کو اُوپر چلیں کیونکہ وہ اُوپر کو جاتے تھے اور عبرانی میں اُسکے ساتھ جب بھی لفظ آتا ہے تو اُسکے ساتھ ال آتا ہے یعنی عربی کا الہ اُوپر کو جانا۔ اب یہاں سے ہماری سمجھ میں ایک اور بات بھی آنے لگتی ہے کہ کچھ مزامیر ایسے ہیں جِن کے اُوپر لِکھا ہُوا مالود کے سرپر، وہ مالود ہمارے ہاں وہی ہے جو مواللہ ہے اعلٰی ہے اُوپر ہے کہ جب

حج کے موقع پہ اُوپر جاتے تھے تو جاتے ہُوئے یہ گیت گاتے چلے جاتے تھے اِسکی تِلاوت کرتے جاتے تھے یہ لبّیک لبّیک کہتے ہُوئے آگے بڑھتے جاتے تھے اور اُوپر کو جاتے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ چونکہ یہ اُوپر ہے تو اِسے جو راستے جاتے ہیں وہ سارے نیچے جاتے ہیں اور وہاں سے جو اریحا کو جِسے کلامِ مُقدس میں یریحو کہا گیا ہے جو بحرہ مُردار کے قریب ہے اور وہ بحرہ مُردار سطح سمُندر سے دو ہزار فُٹ نیچے واقع ہے، عجیب و غریب ہے تو اب وہ اُوپر سے نیچے کو آتے تھے تو سیدنا مسیح نے اِس ماحول کو سامنے رکھتے ہُوئے اِس جوگرافیئے کو سامنے رکھتے ہُوئے ایک حِکایت بیان کی کہ ایک شخص یروشلم سے اریحا کی طرف آرہا تھا یہ نیچے جا رہا تھا تو جیسے ہی آپ عبرانی میں یہ لفظ سُنتے ہیں کہ وہ نیچے جا رہا تھا تو سُننے والوں کے کان کھڑے ہو جاتے تھے کہ اب یہ نیچے جا رہا ہے تو اب جہنم رسید ہی ہوگا، اِس کے ساتھ اُلٹا ہی کام ہوگا۔ یہ اُوپر جاتا ہے تو ٹھیک ہے نیچے جاتا ہے تو گیا۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ صاحب اِس کا گراف نیچے جا رہا ہے تو تنزلی ہے گراف اُوپر جا رہا ہے تو ترقی ہے کہ اِس نے راستہ اُلٹا اِستعمال کِیا بجائے اِسکے کہ یہ شہر القُدس کی طرف آتا یہ اُسکی طرف پُشت کرکے اب نیچے کی طرف جا رہا ہے تو اِسکے ساتھ وہی ہوگا جو اِس مُقدس شہر کی طرف پیِٹھ کرکے کہتے ہیں جو اُنکے ساتھ ہوتا ہے یہی ہوگا، یہ پہلے آپ کی توقعات ہیں۔ یہ وہ راستہ تھا جوکہ رومیوں نے بنایا تھا، پکّی سڑک تھی لیکن چونکہ اِدھر اُدھر پہاڑ تھے تو لہٰذا ڈاکو لوگ پہاڑوں میں گھُسے رہتے تھے کہ جب کوئی اِکا دُوکا مُسافر نظر آگیا فوراً آئے، اُسے لُوٹا وُٹا اور پھر بھاگ گئے۔ بیچارے پُولیس والے بھی کُچھ نہیں کرسکتے تھے اگرچہ پیٹرولنگ ہوتی رہتی تھی لیکن اُنکو بھی معلُوم ہوتا تھا یہ جو دستہ آگے گیا یہ کِتنی دیر میں واپس آئے گا اِتنی دیر میں ہم لُوٹ لیں گے۔ اِس آدمی کو اُن لوگوں نے لُوٹ لِیا، کپڑے وپڑے اُتار لئے، ادھ موّا کِیا اور سب کُچھ لے کر بھاگ گئے۔ اب اُسی راستے سے اور لوگوں کو بھی گُذرنا ہی تھا۔

ظاہر ہے کہ اگر مُقدس دِن ہے تو اِمامِ اعظم یا شیخ المشایخ صاحب بھی عبادات کرا کے وہاں سے آ رہے ہیں اُنہیں بھی اپنے گھر جانا ہے اور اسی راستے سے گُذرنا ہے۔ اُنہوں نے دیکھا

کہ ایک آدمی پڑا ہُوا ہے۔ اِمامِ اعظم کے پاس یہ جواز موجُود تھا کہ اِس آدمی کی مدد نہ کرے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ صاف دِکھائی دے رہا تھا کہ اِسے ڈاکوؤں نے لُوٹا ہے تو جو لوگ اُس آدمی کو لُوٹ سکتے ہیں کیا وہ اِمامِ اعظم کو نہیں لُوٹ سکتے؟ دُوسری بات یہ کہ اگر اِسے مار ڈالا ہے تو مُجھے بھی مار ڈالیں گے اور جان بچانا فرض ہے، جان جوکھم میں ڈالنا کوئی ضروری تھوڑی ہے تو لہٰذا اِس کی مدد نہ کی جائے۔ تیسری چیز یہ ہے کہ اگر میں یہ معلُوم کرنے کے لئے بیٹھوں کہ یہ زندہ ہے یا مرگیا ہے، اِسے ہاتھ لگاؤں گا اور آپ کو معلُوم ہے کہ یہودی شعریت کے مطابِق مُردے کو ہاتھ لگانے سے آدمی شام تک ناپاک رہتا ہے چاہے نہا بھی لے، تو میں تو ناپاک ہوگیا بھئی اور میں تو اِمامِ اعظم ہوں مُجھے تو شعریت کی پابندی کرنا ہے، ہر وقت طہارت کے عالم میں رہنا ہے۔ چوتھی بات یہ کہ اگر میں اِس کے پاس بیٹھا یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ زندہ ہے یا مُردہ ہے اور اگر اُس وقت پُولیس والے آگئے اور اُنہوں نے کہا کہ بیٹا تُونے ہی اِسے مارا ہے تو میں کہاں بچ کے جاؤں گا تو عقلمندی کا اور شعریت کا تقاظہ یہی تھا کہ اِس شخص کی کوئی مدد نہ کی جائے۔ لہٰذا اِمامِ اعظم نے شعریت کے اُوپر پُورا پُورا عمل کیا، شعریت کوئی نہیں توڑی، عقل کے پُورے تقاظے کرتے ہُوئے دیکھا اور دیکھ کے چلے گئے۔

اُسکے بعد اُن سے چھوٹے مولوی صاحب آگئے۔ اُنہوں نے بھی دیکھا، اُنہوں نے بھی اُسی قِسم کے جواز اپنے ذہن میں سوچے اور دیکھا اور دیکھ کر چلے گئے۔ یہ تمام کے تمام سیلانی تھے جِنہوں نے دیکھا اور دیکھ کر چلے گئے۔ دیکھکر بھی چلے گئے اور دیکھتے چلے گئے لیکن اور کُچھ نہیں کِیا۔ پھر کرنا خُدا کا یہ ہُوا کے وہاں سے ایک شخص گُذرا جِس کا تعلُق سماریہ سے تھا۔ سماریہ وہ صوبہ تھا جہاں ایسے لوگ رہا کرتے تھے جِنہیں یہودی یہودی ماننے کو تیّار نہیں تھے اور دُوسرے لوگ اُنہیں غیر یہودی ماننے کو تیّار نہیں تھے یعنی یہ نہ ہیوں میں نہ شعیوں میں اپنے اپنے نہیں مانتے تھے، غیر اُنہیں اپنوں میں شُمار نہیں کرتے تھے۔ سب اِن سے نفرت کرتے تھے اور وہ آدمی جب وہاں سے گُذرا تو اُسکو یوں سمجھ لیجیئے کہ ہمارے ذمانے کا چُوڑا

چمار تھا یا کمی کمین تھا تو بہت اچھا ہے کہ وہ آدمی جو نل کو بھی ہاتھ لگا دے تو نل ناپاک ہوجائے، کِسی برتن کو ہاتھ لگا دے تو برتن توڑنا پڑ جاتا ہے تو یہ آدمی جب وہاں سے گُذرا تو اُس آدمی نے جو پڑا ہُوا تھا اُسکے بارے میں فیصلہ نہیں کرسکتا، آپ اِس حِکایت میں ایک بات پر غور کریں کہ وہ اُسکے کپڑے بھی اُتار کر لے گئے۔ اگر وہ لِباس پہنے ہُوئے ہو تو آپ کو معلُوم ہوجائے گا کہ یہ یہودی ہے یا غیریہودی کیونکہ ہر قوم کا لِباس الگ ہوتا ہے۔ اُسکا لِباس ہے ہی نہیں اُسکے جِسم پہ، اب اُسکے نذدیک یہ صرف ایک اِنسان ہے یہودی یا غیریہودی نہیں۔ یہ پہلا قدم تھا جو اُس نے اُٹھایا کہ اِنسان ہے جو مُصیبت میں مُبتِلا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ کہانی بیان کرنے والا کتنے کمال کی بات کررہا ہے کہ اُسکے کپڑے نہیں اِسلئے کوئی پہچان نہیں ہے۔ کوئی معلُوم نہیں یہ یہودی ہے، یہ میرا سماری بھائی ہے یہ رومی ہے جِنہوں نے ہماری حکُومت پہ قبضہ کِیا ہُوا ہے لیکن ایک اِنسان ہے جو پڑا ہُوا ہے۔ ہاں اُسے رومی تو نہیں لگ رہا تھا کیونکہ رومی داڑھی مُونڈاتے تھے اگر اُسکی داڑھی ہے تو یا یہ یہودی ہے یہ سماری ہے یہ کوئی اور ہے لیکن پتا نہیں چلتا کہ ہے کون لیکن ہے اِنسان۔ وہ اُسکے پاس پہنچا، اُس نے اُس کی مدد کی، اُس کی مرہم پٹی کی اور اُسکو لے کے چلا اور پھر شہر میں پہنچا وہاں پر بٹیارن کے پاس پہنچا اور اُس کو کہا کہ بھئی یہ پیسے ہیں یہ رکھ لے اور اِس آدمی کو بھی رکھ لے۔ خُود بھی دیکھ بھال کی دُوسرے دِن چلا گیا کہ باقی جو ہوگا میں واپس آکے دونگا۔ پہلا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ یہ آدمی جِس نے مدد کی تھی یہ تو موسوی شعریت کو مانتا تھا کیونکہ سماری تورات کو مانتے ہیں۔ شعریت کا تقاضہ یہ تھا کہ ایسے آدمی کو ہاتھ نہ لگایا جائے جِس کے بارے میں یہ معلُوم نہیں کہ زِندہ ہے یا مُردہ ہے ناپاک کردے گا اُس نے شریعت توڑدی۔ عقل کا تقاضہ یہ تھا کہ ایسے آدمی کے قریب نہ بھٹکا جائے لیکن وہ نہ صرف اُسکے قریب گیا، اُس نے اُسکی مدد کی۔ اُس نے عقل کے بھی خِلاف اِقدام اُٹھایا اور شعریت کے بھی خِلاف اِقدام اُٹھایا اب آپ کا ہیرو کون ہے؟ جِنہوں نے شعریت کی پابندی کی، عقل کے عین مطابِق کام کِیا یا وہ جِس نے شعریت کو بھی پامال کردِیا اور عقل کو بھی پسِ

پُشت ڈال دِیا۔ اگرآپ اِنسانیت کی بات کرتے ہیں تو یہ دُوسرا آدمی اِنسان تھا۔ آدمی کے لئے صاحبِ شریعت ہوجانا اورپابندِ شریعت ہوجانا آسان ہے لیکن اُس سے بالاتر ہوکر اِنسان ہونا بہت مُشکل ہے۔ عقل کے تقاضے یہی ہیں کہ جان بچاؤ اپنی لیکن اُس سے بڑی عقل کا تقاضہ یہ ہے کہ جان بچاؤ دُوسرے کی تو وہ اُس ارفع و اعلیٰ شریعت پہ عمل کررہا تھا جو اِنسانیت کو دیکھتی ہے نہ رنگ دیکھتی ہے، نہ لِباس دیکھتی ہے، نہ مذہب کو دیکھتی ہے، نہ زبان کو دیکھتی ہے بس صرف مدد کرتی ہے اوراُسکی مدد کرتی ہے جِسکو مدد کی ضرورت ہے چاہے اُسکا کِسی نسل سے تعلُق ہو، کِسی زبان سے تعلُق ہو، وہ کِسی مذہب سے ہو اُسے اِسکی کوئی فِکر نہیں ہوتی۔ اِن تمام چیزوں سے بالاتر ہوکے وہ اُسکو لیکر پہنچا ایک سرائے میں اورآپ کو معلُوم ہے کہ سرائے میں دُنیا بھر کے لوگ آتے ہیں تو یہاں پہ پُولیس والے ضرور چکّر لگاتے ہونگے کہ کون آیا؟ کون گیا؟ کون کِسی بیمار کو لے آیا؟ تو یہ آدمی تو اپنی جان خطرے میں ڈال کے جا رہا ہے۔ لیکن یہ اِسی راہ سے آتا رہے گا اوریہ کام کرتا رہے گا۔ ایسے لگتا ہے کیونکہ یہ پھِر واپس چلا گیا، اِسے پھِر واپس آنا ہے تو یہ پھِر کِسی اورکو لیکر آئے گا اور ایک دِن یہ خُود بھی اُن ڈاکوؤں کے ہتھّے چڑھ جائے گا اوریہ مارا جائے گا۔ ہم عام طورپر جب یہ کہانی سُنتے ہیں تو ذہن میں یہی آتا ہے کہ یہ ایک اچھا سماری ہے اوریہ اچھا سماری مسیح کی مثال ہے۔ مسیح نے یہ مثال پیش کی ایک ایسے سماری کی جِسے لوگ اچھا یا نیک سماری کہتے ہیں اورجِسے ہم کہتے ہیں کہ دُنیا کی نظر میں بے وقوف سماری۔ ------ نے کہا توبہ توبہ استغفر اللہ آپ مُجھ سے یہ کیسی باتیں کررہے ہیں، میں اور سماری بن جاؤں لیکن اُسکی سمجھ میں آ رہا تھا آپ یہ نہیں کہہ رہے تھے کہ سماری بن جاؤ، آپ یہ کہہ رہے تھے کہ تُم ویسا ہی غیر مشروط پیارکرنا سیکھو۔ اورپھر آپ یہ دیکھیئے جب وہ شخص اُسے چھوڑکر جاتا ہے تو سرائے کے مالِک سے کہتا ہے کہ جب میں واپس آؤں گا تو باقی پیسے دے دونگا پیار ایک دِن کا نہیں ہوتا۔ وہ جو پہلے علماء کرام گُذرے تھے اُن کے ذہن میں یہ تھا کہ آج کا کیا ہوگا؟ اوریہ کہہ رہا ہے کہ نہیں آج بھی میں نے پیارکیا اورآئندہ بھی اِسے پیارکرتا

رہوں گا۔ پیار ایک دِن کو ہو تو وہ پیار نہیں ہے وہ کاروبار ہے جو ہمیشہ کو ہو وہ پیار ہوتا ہے اورخدا صرف ایک دِن پیار نہیں کرتا وہ ہمیشہ ہی کرتا ہے تو وہ ہماری دیکھ بھال بھی کرتا ہے، واپس بھی آتا ہے اور آ کے یہ کہتا ہے کہ اب یہ کِس حال میں ہے۔ تو جِنہوں نے سُنا ہوگا اُس وقت تو اُن کی سمجھ میں نہیں آیا ہوگا لیکن جب آپ اِس دُنیا سے تشریف لے گئے ہونگے اور آپ نے کہا کہ میں واپس آؤں گا تو اب اُنکی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ واقع واپس آنا ضروری ہے کہ آ کے ہمیں دیکھے تو سہی کہ میرے جانے کے بعد تُم پہ کیا گُذری؟ حالت سُدھری یا بِگڑی؟ اور وہ یہ کہہ رہا ہے کہ اگر سُدھر گئی تو یہ سب میرا ذمّہ ہے یہ سب میں ادا کروُں گا تُمہیں اِس کے بارے میں فِکرمند ہونے کی ضرورت نہیں کہ ہمارے پاس کُچھ ہے نہیں تو اُن کی تسلّی بھی تھی۔ ہے کوئی ایسا پیار کرنے والا، مسیح کا چیلنج یہ ہے کہ ہے کوئی ایسا پیار کرنے والا تو لاؤ سامنے ہم بھی دیکھیں کہ وہ کون ہے۔